صوفیہ کے ملفوظاتی ادب میں معجزہ معراج النبی ﷺ: ایک مطالعہ

عمارہ رحمان*

شیر علی**

Abstract

Malfozati literature is significant asset in the cultural and intellectual history of Indo Pak Subcontinent. It not only throws light on the life experiences, thoughts and ideologies of great saints but also deals with intellectuality, economical situations, literary motivations and also the social trends of that era. Miracles appear to prove the authenticity of Prophets and Messengers of Allah. Their study not only strengthens our faith but also highlights different significant and glorious sides of the personality of our Holy Prophet (P.B.U.H). The present article discusses the Miracles of Prophet (P.B.U.H) specifically the Miracle of Miraaj in the light of malfozati literature as it has much importance next to Quran and Sunnah for understanding the spirit of Islam. Furthermore the process of the Spiritual journeys of the great Saints began with Prophet Muhammad (SAW) spiritual journey i.e. Miraaj.

***KEYWORDS**: Malfozati literature, Saints, Miracle of Mirraj-un-Nabi (SAW).*

صوفیہ کرام کا ملفوظاتی ادب جناب رسول اللہ ﷺ کی قولی احادیث کا عکس و ظلِ حسین ہے۔جناب فخرِ رسالت ﷺ نے اپنی مجالسِ خیر میں ملفوظاتی ادب کو حدیثِ قولی کی صورت میں جمع فرما کر آنے والی نسلوں کو یہ نعمتِ کُبریٰ منتقل کی۔اسی طرح صوفیۂ عظام (جو جناب سید الانبیاء ﷺ کے اُسوۂ حسنہ اور سیرتِ طیبہ کی عملی تفسیر و تعبیر

* عمارہ رحمان، ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی۔فیصل آباد، فیصل آباد۔

**ڈاکٹر شیر علی، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی۔فیصل آباد، فیصل آباد۔

ہیں) کی مجالس اور اُن میں فکری، ادبی و اصلاحی گفتگو کا سلسلہ بھی اُسی سلسلہ قدیم کی کڑی ہے جن کو ان عظیم صوفیۂ عظام کے ہم نشین معتقدین نے جمع کیا اور ترتیب و تالیف کے بعد اگلی نسلوں تک ان فیض رساں موتیوں کو منتقل کر دیا۔

یہ ملفوظاتی ادب مضامین کا خوبصورت تنوع ہے۔ جو اصلاحِ عقائد و اعمال کی مقصدیت کے ساتھ ہر دور میں بھولی بھٹکی انسانیت کو راہِ ہدایت کی روشنی فراہم کر رہا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے کمالات، حالات اور آپ ﷺ کی تعلیمات اس ملفوظی ادب کا امتیاز ہے۔ معجزات سیرت نبوی ﷺ کا ایک روشن باب رہا ہے جسے صوفیۂ عظام کے ملفوظاتی ادب میں جا بجا ایک اعجازی شان کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اور سیرتِ طیبہ ﷺ کے اس گوشے کو بیان کر کے اس سے کرامات کا فیض گویا نہ صرف حاصل کیا گیا ہے بلکہ ان صوفیہ نے اپنی کرامات کو دلائل کی تائید دینے کے لیے بھی اس موضوع کو اپنے ملفوظات کا موضوع بنایا ہے۔ چنانچہ ذیل میں ملفوظاتی ادب میں اور معجزہ کی تعریف کے بعد صوفیہ عظام کے ملفوظی ادب سے چند اَمثلہ معجزہ معراج النبی ﷺ کے باب میں بیان کی جائیں گی اور ساتھ مناسب توضیح قرآن و حدیث سے پیش کی جائے گی تا کہ دعوے کو دلیل کی تائید حاصل ہو۔

ملفوظات کی تعریف

ملفوظات ملفوظہ کی جمع ہے اور اس کے معنی ہیں الفاظ کا وہ مجموعہ جو کسی کی زبان سے ادا ہو۔ یعنی ملفوظات، مشائخِ صوفیہ کے وہ اقوال و ارشادات ہیں جنھیں اُن کا کوئی مُرید یا مُسترشد قلم بند کر لیتا ہے۔ (۱)

> "ملفوظات کے معنی مقالات یا تقاریر کے ہیں، یہ دراصل صوفیہ کے ہاں تعلیم و تربیت کا ایک رسمی طریقہ ہے، مرید اپنے شیخ کے پاس بیٹھ کر کوئی عنوان شروع کر دیتے ہیں اور شیخ اس عنوان پر اظہارِ خیال کرتا ہے۔ کچھ ذہین اور ذی علم مُرید اس گفتگو کو نقل کرتے ہیں۔ بعض مرید اس تحریر کو اپنے مُرشد کو دکھا لیتے ہیں۔ اس طرح اس تحریر کو درجہ استناد حاصل ہو جاتا ہے۔"(۲)

عبد الماجد دریا آبادی بیان کرتے ہیں کہ مختلف مجلسوں میں جو کلمے مشائخ کی زبان سے نکلتے مُریدانِ باصفا انھیں قلم بند کر لیتے تھے اور ان ارشادات کو جمع و مُرتب کر کے انھیں ملفوظات کے نام سے شائع کر دیتے تھے۔ ان ارشادات کو جمع و مُرتب کرنے والے خود اپنی اپنی نوبت پر صاحبِ ارشاد و ہدایت اور بانیٔ سلسلہ ثابت ہوئے۔ (۳)

اس کے لیے مجالس بھی منعقد ہوتی ہیں لیکن عموماً مجالس عامہ ہی میں اصلاحی اور مواعظِ حسنہ پر مشتمل گفتگو کے دوران ہی مصلح یا صوفی سے جو الفاظ صادر ہوتے ہیں اور بعد میں ان کو کوئی صاحبِ اعتبار و اعتماد عہدِ مابعد کے لوگوں کی اصلاح کے لیے باقاعدہ مرتب و مؤلف کر دیتا ہے اور پھر اس طرح کسی بھی زبان کے ادبی ذخیرے میں اس کی شمولیت سے اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور ایسے ملفوظات سے ہمیشہ استفادے کی راہیں کھل جاتی ہیں۔

معجزہ کا معنی و مفہوم

معجزہ "عجز" سے مشتق ہے جس کا معنی ہوتا ہے، بے بس ہونا یعنی ایسا کام کرنا کہ دوسرے لوگ اُس جیسا کام کرنے سے عموماً بے بس ہوں۔ اور اصطلاحِ شریعت میں معجزہ اُس خرق عادت کام کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے کسی نبی سے اُس کی نبوت کی دلیل کے طور پر بلا کسی ظاہری سبب کے صادر ہو۔ لفظ "عجز" دراصل القدرۃ" کی ضد ہے۔ قرآنِ حکیم میں حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کا قول مذکور ہے کہ:

أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْءَةَ أَخِي (۴)

"میں اس بات سے قاصر رہا کہ اس کوے کی طرح اپنے بھائی کے مردہ جسم کو چھپا سکتا۔"

شیخ علی ہجویری (م:۴۶۵ھ) معجزہ کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

والمعجزۃ لم تکن معجزۃ بعینها انما کانت لحصولها ومن شرطها اقتران دعوی النبوۃ فالمعجزۃ تختص للانبیاء والکرامات للاولیاء (۵)

"معجزہ فی نفسہ عاجز کرنے والا نہیں ہوتا البتہ وہ اپنے حصول کی وجہ سے معجزہ ہوتا ہے۔ اور معجزہ کی شرط یہ ہے کہ اس کے ساتھ دعویٰ نبوت ملا ہوا ہو۔ لہٰذا معجزہ انبیاء کے لیے مخصوص اور کرامت اولیاء کے لیے ہے۔"

حضرت مجدد الف ثانی (م:۱۶۲۴ء) لکھتے ہیں کہ:

"اسی طرح معجزے کی دلالت صدقِ نبی پر دلالت سمعیہ نہیں ہے ورنہ دور لازم آئے گا کیونکہ معجزہ بھی نبی کی صداقت پر دلالت کرنا نبی کے صادق ہونے پر موقوف ہوگا بلکہ وہ دلالت عادیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عادت جاری کی ہے کہ معجزہ کے ظاہر ہونے کے بعد صدق کا علم پیدا کر دیتا ہے۔ کیونکہ جھوٹے کے ہاتھ پر معجزہ ظاہر کرنا اگرچہ عقلاً ممکن نہیں لیکن عادتاً اس کا انتفا معلوم ہوتا ہے۔" (۶)

خرقِ عادت کی اقسام

ہر خرقِ عادت کام معجزہ نہیں ہوتا بلکہ معجزہ صرف اُس خلافِ عادت کام کو کہتے ہیں جو نبی سے دعویٰ نبوت کے ساتھ صادر ہو اور معجزہ اصل میں اللہ تعالیٰ ہی کا فعل ہوتا ہے جو کسی بھی نبی و رسول سے اُس کی عزت و تکریم کے اظہار کے لیے ظہور پذیر ہوتا ہے اور یہ معجزہ نبوتِ رسول کی نبوت و رسالت پہ دلیل ہوتا ہے۔ بسا اوقات خرقِ عادت کام کسی غیر نبی سے بھی صادر ہو جاتا ہے۔ اور اُس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر کسی صالح مومن سے صادر ہو تو اُسے کرامت کہتے ہیں اور اگر کسی عام مومن سے ظاہر ہو تو اُسے مدارج کہتے ہیں جبکہ بسا اوقات ایسا امر کسی غیر مومن سے بھی صادر ہو سکتا ہے اور اِسے استدراج کہتے ہیں۔ لیکن کسی بھی نبی پر ایمان لانے کے لیے اظہارِ معجزہ ضروری نہیں۔ اور انھیں اقسام کی طرف خواجہ نظام الدین اولیاء (محبوب الٰہی م:۷۲۵ھ) اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"معجزہ اور کرامت اور معونت اور استدراج! معجزہ انبیاء کی چیز ہے جن کا علم بھی کامل ہوتا ہے اور عمل بھی کامل ہوتا ہے۔ اور وہ صاحبِ وحی ہوتے ہیں۔ وہ جو کچھ دکھاتے ہیں معجزہ ہوتا ہے۔ لیکن کرامتِ اولیاء سے متعلق ہوتی ہے۔ علم و عمل ان کا بھی مکمل ہوتا ہے وہ کرامت کہلاتا ہے۔ مگر معونت اسے کہتے ہیں کہ بعض دیوانے جو نہ علم رکھتے ہیں نہ عمل ان سے کبھی کبھی کوئی بات خلافِ عادت سرزد ہوتی دکھائی دیتی ہے، اسے معونت کہا جاتا ہے۔ اسی طرح استدراج اسے کہتے ہیں کہ ایک گروہ جو قطعاً ایمان نہیں رکھتا جیسے جادوگر وغیرہ ان سے کوئی چیز نظر آتی ہے۔ یہ استدراج کہلاتی ہے۔"(۷)

فضل شاہ (۱۸۷۷ء) کے نزدیک معجزہ

"معجزہ اسے کہتے ہیں جو عاجز کر دے اور اس کے مقابل کچھ پیش نہ کیا جاسکے۔"(۸)

یہ ایک صوفی کا ملفوظ بھی ہے اور معجزہ کی تعریف میں ظاہر کی تعریف کے ساتھ تطابق بھی۔

قرآن مجید معجزاتِ نبوی ﷺ کا عظیم شاہکار

حضور ﷺ کے معجزاتِ نبوت میں سے قرآن مجید بھی ایک بہت ہی جلیل القدر معجزہ اور آپ ﷺ کی صداقت کا ایک فیصلہ کن نشان ہے۔ بلکہ اگر اس کو اعظم المعجزات کہہ دیا جائے تو یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کی تردید ممکن نہیں کیونکہ حضور ﷺ کے دوسرے معجزات تو اپنے وقت پر ظہور پذیر ہوئے اور آپ کے زمانے ہی کے لوگوں نے اس کو دیکھا مگر قرآن مجید آپ کا وہ عظیم الشان معجزہ ہے کہ قیامت تک باقی رہے گا۔ اس کی شان اعجاز کے بارے میں عظیم صوفی خواجہ جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ کا ملفوظ:

القرآن هو اعظمها اعجزت الفصحء معارضة تحيرت انبلغاء عن مشا كلمة قرانست و آن بزرگترین معجزہ هاست عاجز شدہ اند فصیحان جهان از معارضه آن و حیران ماندند بلیغان زمان(۹)

"قرآن مجید آپ ﷺ کا عظیم ترین معجزہ ہے۔ دنیا جہان کے فصیح و بلیغ انسان قرآن مجید کی مثل (کتاب) پیش کرنے سے عاجز اور حیران رہے۔"

اللہ تعالیٰ نے فصحائے عرب کو قرآن کا مقابلہ کرنے کے لیے ایک بار اس طرح چیلنج دیا کہ:

قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا (۱۰)

"کہہ دو کہ اگر اکٹھے ہو جائیں سارے انسان اور سارے جن اس بات پر کہ لے آئیں اس قرآن کی مثل تو وہ سُن لیں، ہرگز نہیں لا سکیں گے اس کی مثل اگرچہ وہ ہو جائیں ایک دوسرے کے مددگار۔"

مگر کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے اس چیلنج کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوا پھر قرآن نے ایک بار اس

طرح چیلنج دیا کہ: قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِثْلِهِ (۱۱)

"پھر تم بھی اسی کے مثل دس سورتیں گھڑی ہوئی لے آؤ۔"

یعنی اگر تم لوگ پورے قرآن کا مثل نہیں لا سکتے تو قرآن جیسی ہی دس سورتیں بنا کر لاؤ مگر انتہائی جد و جہد کے باوجود یہ بھی نہ ہو سکا۔ پھر ارشاد ہوا:

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (۱۲)

"اور ہم نے جو کچھ اپنے بندے پر اُتارا ہے اس میں اگر تمھیں شک ہو اور تم سچے ہو تو اس جیسی ایک سورت تو بنالاؤ، تمھیں اختیار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے مددگاروں کو بھی بلالو۔"

اگر اس جیسی پوری کتاب نہیں لا سکتے تو اس کی دس سورتوں جیسی سورتیں بنا کر پیش کردو۔ اگر تم دس سورتیں پیش کرنے سے بھی قاصر ہو تو اس جیسی صرف ایک سورت ہی پیش کردو اگر تم اکیلے اکیلے ایک سورت بھی پیش نہیں کر سکتے تو تمھیں اجازت ہے کہ اپنے مددگاروں کو اکٹھا کرو، سر جوڑ کر بیٹھو اور اس کتاب کی کسی ایک سورت جیسی کوئی سورت پیش کردو۔ یہ چیلنج دینے کے بعد انھیں یہ بھی بتادیا کہ تم ہزار جتن کرو، کوششوں کی انتہا کردو تم ایسا ہرگز نہیں کر سکو گے۔ چودہ صدیاں گزر گئی ہیں کسی کو جرأت نہ ہوئی اور قیامت تک یقیناً کسی کو جرأت نہ ہوگی کہ وہ اس چیلنج کا جواب دے سکے۔ قرآنِ حکیم اس اعتبار سے بھی اعظم المعجزات ہے کہ اس میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے بہت سارے معجزات کا ذکر موجود ہے یعنی یہ دیگر معجزات کا محافظ ہے۔ جیسا کہ معجزہ معراج واسراء۔ قرآن حکیم میں معجزۂ معراج کو دو جگہ سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ النجم میں قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

معجزۂ معراج

معراج نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا وہ معجزہ ہے جو اپنے اندر ہزار ہا اعجازات رکھتا ہے۔ بظاہر ایک معجزہ ہے لیکن حیثیت میں جامع معجزات ہے اس کو علمائے ظاہر کی طرح صوفیہ نے بھی اہتمام کے ساتھ ذکر کیا ہے کیونکہ اس میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی روحانی معراج کا ثبوت ہے اور آپ کی روحانیت کی معراج ہی سے تمام اولیائے کرام کی روحانی معراجوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اور اس واقعۂ معراج سے تصوف کے کئی ابواب تعلق رکھتے ہیں اس لیے صوفیہ نے اسے اپنے ملفوظات کا موضوع بنایا ہے۔

معراجِ جسمانی کے بارے مخدوم جہانیاں کا ملفوظ

شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری نے فرمایا کہ حضور ﷺ کو معراج بیداری میں ہوئی اور بجسم ہوئی۔ معتزلی اس کے منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ معراج خواب میں ہوئی، بیداری میں نہیں ہوئی جسم کے ساتھ آپ ﷺ کو اُوپر نہیں

لے جایا گیا اس کو عقل قبول نہیں کرتی ہے کہ انسان ایک ہی رات میں آسمان کی سیر کر کے واپس چلا آئے اور اہلِ سنت و جماعت کہتے ہیں کہ اگر معراج خواب میں مانی جائے تو حضور ﷺ کے لیے خصوصیات کیا ہوئی اور فضیلت کیا نکلی؟ بہت ممکن ہے کہ کافر، مشرک بھی بہشت و دوزخ کو خواب میں دیکھے اگر نبی ﷺ نے بھی اس چیز کو خواب میں دیکھا تو نبی کی اس میں کیا بڑائی ہوئی۔ (۱۳)

معجزہ معراج اور حضرت نظام الدین اولیاء

حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا ہے کہ مکہ سے بیت المقدس، اسراء تھا اور بیت المقدس سے پہلے آسمان تک معراج تھی اور پہلے آسمان سے قاب قوسین کے مقام تک اعراج! ان عزیز نے دوبارہ اپنے سوال میں اضافہ کر کے پوچھا کہ کہتے ہیں کہ جسم کو بھی معراج ہوئی اور روح کو بھی ہر ایک کو (الگ) کس طرح ہو سکتی ہے؟ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر یہ مصرع زبانِ مبارک پر لائے:

فظن خیراً و لاتسئل عن الخیر

(خیر کے بارے میں یقین کرتے اور اُس کے بارے میں سوال نہیں کیا کرتے ہیں)

پھر کہا:

جاء نی فی قمیص اللیل مُستترا
یقارب الخطوء من خوف و من حذر
فکان ما کان مما لست اذکرہ
فظن خیراً و لا تسئل عن الخیر (۱۴)

"رات کے (اندھیرے کے) لباس میں چھپا ہوا۔ خوف و اندیشے سے دبے پاؤں وہ میرے پاس آئے۔ پھر ہوا، جو کچھ ہوا۔ میں اس کا ذکر نہیں کروں گا۔ گمان اچھا رکھو اور کیفیات مت پوچھ۔"

حضرت نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی اپنی مجالس میں نبی کریم ﷺ کے معجزات و کمالات کا ذکر کرتے تاکہ سامعین کے دل میں نبی کریم ﷺ کی محبت پیدا ہو۔ چنانچہ آپ نے کئی بار معجزہ معراج کا بیان کیا آپ نے فرمایا کہ:

"کسی بزرگ نے کہا ہے مجھے نہیں معلوم کہ معراج کی رات رسول اللہ ﷺ کو وہاں لے گئے کہ جہاں عرش و کرسی اور بہشت و دوزخ اور وہ چیزیں ہیں جو حضور ﷺ نے دیکھیں۔ یا ان کو وہاں لایا گیا جہاں رسول علیہ السلام والتحیۃ تھے دوسری صورت میں رسول اللہ ﷺ کا مرتبہ اور بڑھ جاتا ہے۔" (۱۵)

ملفوظ مذکور اس اعتبار سے منفرد اور مشہور روایات سے مختلف ہے۔ نبی علیہ الصلوۃ و السلام اپنے مسکن میں تشریف فرما رہے اور ہر چیز یہیں اُن کے پاس پیش کی گئی اور یہ نظریہ روحانی معراج کے قریب ہے۔

معجزہ معراج کے بارے سید جماعت علی شاہ کا ملفوظ

"جس رات حضور ﷺ معراج شریف میں تشریف لے گئے ہیں اس کے دو فریق ہو گئے ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ خواب میں گئے۔ دوسرا کہتا ہے کہ جسم پاک کے ساتھ حالتِ بیداری میں گئے جو فریق یہ کہتا ہے کہ خواب میں گئے وہ اپنی دلیل میں کشش ثقل بیان کرتا ہے۔ یعنی جو چیز وزن رکھتی ہے وہ اوپر سے نیچے زمین کی طرف گر جاتی ہے۔ نیچے اُوپر جا کر ٹھہر نہیں سکتی۔ اس دلیل کو جرمن نے غلط ثابت کر دیا۔ جرمن نے ایک ہوائی جہاز ایجاد کیا ہے جو گھنٹے میں کئی سو میل کا سفر طے کرتا ہے۔ اس کا کوئی انکار نہیں کرتا اور ادھر انکار کیا جاتا ہے کہ کیسے ہوا پر چلے گئے۔ اتنی جلدی کیسے چلے گئے ہیں کہ ان اللہ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۔ جرمن کی قدرت کے قائل تو ہیں کہ جرمن ایک گھنٹہ میں کئی سو میل سفر طے کر سکتا ہے مگر حضرت محمد ﷺ کی نسبت قائل نہیں۔

نیز ایک اور دلیل پیش کی جاتی ہے کہ مائی صاحبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ یہ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کا جسدِ مبارک ہم سے جدا نہیں ہوا۔ گھر کا گواہ ہی یہ کہتا ہے کہ آپ ﷺ کا جسم میرے پاس سے جدا نہیں ہوا۔ (**ما فقد جسد رسول اللہ**) تو جسمانی معراج کیسے ہوئی۔ جو لوگ جسمانی معراج سے انکار کرتے ہیں وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں حدیث بالا پیش کرتے ہیں۔ یہ حدیث بالکل غلط ہے کیونکہ معراج شریف مکے میں ہوئی۔ اس وقت مائی صاحبہ کی عمر ۶ برس تھی۔ ابھی نکاح نہیں ہوا تھا۔ تین سال کے بعد مدینہ منورہ میں نکاح ہوا۔

سید جماعت علی شاہ فرماتے ہیں کہ ابو جہل بھی روح کے جانے کا انکار نہیں کرتا جسم کے جانے کا انکار کرتا ہے نیز قرآنِ پاک میں سورۂ بنی اسرائیل کی آیت:ا **سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى** اس آیتِ مبارک کو خدا تعالیٰ نے "سبحان" کے لفظ سے شروع کیا ہے۔ عرب کا یہ محاورہ ہے کہ برأت استہلال کے لیے جب کوئی اہم مضمون بیان کرنا ہو تو اس کے پہلے وہ لفظ لے آتے ہیں جیسے سبحان، اس کے معنی کیا ہیں؟ بہت پاک ہے وہ ذات، اس کلمے کے معنی سے یہ ثابت ہوا کہ اس کے بعد کوئی مہتم بالشان امر ہونے والا ہے وہ کیا ہے جو مہتم بالشان امر ہے۔ "الذی اسریٰ" وہ پاک ذات جس نے رات کو سیر کرائی کس کو اپنے عبد کو۔ اس لفظ "عبد" کے آنے سے دونوں فریق کی بحث ختم ہو گئی۔ "عبد" نہ تو صرف جسم کو بولا اور نہ صرف روح کو بلکہ دونوں کے مجموع کا نام "عبد" ہے۔"[۱۶]

حضرت جماعت علی شاہ، جو کہ محدثانہ شان بھی رکھتے تھے ،نے دلائل عقلیہ و نقلیہ کے ساتھ معراج کے معجزے کو ثابت کیا ہے اور یہ کہ یہ معراج صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی ہے کیونکہ روحانی معراج میں وہ اعجاز نہیں جو جسمانی معراج میں۔

خرقۂ معراجیہ اور ملفوظِ محبوب الٰہی

صوفیہ کے ہاں ایک روایت خرقۂ معراجیہ کی بھی مشہور ہے جو کہ سلسلۂ چشتیہ کے بزرگوں میں نسل در نسل

منتقل ہوتا رہتا ہے اُس کے بارے میں حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا:

"مصطفٰے علیہ السلام کو شبِ معراج میں ایک خرقہ ملا تھا اور اس خرقے کو خرقہ فقر کہتے ہیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے صحابہ کو بلایا اور ارشاد فرمایا کہ مجھے ایک خرقہ ملا تھا اور اس خرقے کو خرقۂ فقر کہتے ہیں۔ (حضور ﷺ نے) اور مجھے حکم ہے کہ یہ خرقہ ایک شخص کو عطا کروں اور میں صحابہ سے ایک سوال پوچھوں گا کہ اس کا کیا جواب دیتے ہیں اور مجھ سے کہا گیا ہے کہ جو شخص یہ جواب دے اس کو خرقہ عطا کر دینا۔ اور میں اس جواب کو جانتا ہوں (دیکھیں) کون یہ جواب دیتا ہے۔ پھر (حضور ﷺ نے) ابو بکر کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ اگر یہ خرقہ تمھیں دے دوں تو تم کیا کرو گے؟ ابو بکر نے عرض کی کہ میں سچ کو اختیار کروں گا اور اطاعت کروں گا اور داد دہش اپناؤں گا۔ اس کے بعد عمر سے پوچھا کہ اگر تمھیں یہ خرقہ دوں تو تم کیا کروں؟ عمر بولے کہ میں عدل کروں گا اور انصاف کا خیال رکھوں گا۔ اس کے بعد عثمان سے پوچھا کہ اگر تمھیں یہ خرقہ دوں تو تم کیا کرو گے؟ عثمان نے عرض کی کہ میں خرچ اور بخشش کیا کروں گا۔ پھر علیؓ سے دریافت فرمایا کہ اگر تمہیں یہ خرقہ دوں تو تم کیا کرو گے؟ عرض کی کہ میں پردہ پوشی سے کام لوں گا اور خدا کے بندوں کے عیب چھپاؤں گا! رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ لو! یہ خرقہ تم کو دیتا ہوں کیوں کہ مجھے حکم تھا کہ جو یہ جواب دے اسی کو یہ خرقہ دے دینا۔"[۱۷]

یہ روایت کتبِ معتبر میں مروی نہیں ہے لیکن خرقے کی روایت کو خصوصاً مشائخ چشت میں عملی طور پر مستند سمجھا جاتا ہے اور یہ بھی ایک معجزہ ہی ہے کہ سفر معراج میں اس خرقہ کا موجود ہونا اور پھر اُس کا زمین پر آنا اور جناب علی المرتضٰیؓ کو عطا فرمانا۔

معراج میں آپ ﷺ کا بہشت کی جانب سے زبردست استقبال

شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری نے یہ حکایت فرمائی کہ شبِ معراج میں جبریل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ بہشت سے کہہ دو کہ اتنے زمانے میں تیری پیدائش کا سبب صرف یہ ہے کہ ہم اپنے دوست ﷺ کو تیری بہار دکھائیں۔ آج کی رات اس دوست ﷺ کی شبِ معراج ہے تو تیرا فرض ہے کہ تو بن سنور کر خوب آراستہ ہو جا اور اس دوست ﷺ کے سامنے حاضر ہو۔ جبریل علیہ السلام نے بہشت کو حکم پہنچایا۔ جہاں تک ہو سکا بہشت نے زیور وغیرہ سے اپنے آپ کو خوب آراستہ کیا۔ ایک تو یہ بنفسِ نفیس خود حسین اور اس پر اتنی آرائش، حسن اور بھی دوبالا ہو گیا اب جس وقت حضور ﷺ کو معراج ہوئی جنت سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔ آپ ﷺ نے دائیں جانب منہ پھیر لیا وہ دائیں جانب آ پہنچی آپ ﷺ نے بائیں جانب منہ پھیر لیا وہ بائیں جانب پہنچی تو آپ ﷺ دائیں جانب پھر گئے۔ تب جنت گھبرا گئی اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھ میں کیا خرابی ہے کہ حضور ﷺ مجھ سے منہ پھیر لیتے ہیں اگر

کوئی سراپا آراستہ دلہن ہو سکتی ہے تو میں ہی ہوں اور اگر شراب طہور کی کہیں نہر جاری ہے تو وہ میرے ہی آس پاس ہے اور اگر کہیں زنجبیل ہے تو وہ مجھ میں ہی ہے اسی طرح ہر صفت کو اس نے دہرایا۔(یہ ساری باتیں سن کر) حضور ﷺ نے فرمایا کہ تیرا کہنا سب درست مگر یہاں معاملہ ہی دوسرا ہے جن کی آنکھوں کی جنت جمال الٰہی اور جمال حق ہے وہ تجھ کو دیکھ ہی نہیں سکتیں۔ تجھ کو کیا خبر کہ شہباز ہمت محمد ﷺ کی پرواز کہاں تک ہے وہ ایسے ادنیٰ شکار کے لیے رخ کر ہی نہیں سکتا اس نے اپنا شکار تاک لیا ہے جو لا مکاں ہے تجھ کو جن زیبائیوں پر ناز ہے اس کی حقیقت سن لے۔ اگر ہماری امت چاہے گی تو ایک دفعہ کلمہ پڑھ کر تجھ کو خرید لے گی۔ جنت نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون سا کلمہ ہے جو ہماری قیمت ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہماری امت میں سے جو شخص "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہے گا تجھ کو خرید لے گا جب یہی تیری قیمت ٹھہری تو یہ نازو انداز کیسا۔ [۱۸]

ملفوظ مذکور میں معراج کے معجزے میں دوسرے معجزات کا ذکر ہے یعنی جنت کو دیکھنا، جنت سے باتیں کرنا اور جنت کا ایک مخصوص شکل اختیار کرنا، یہ سب اعجازات ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ معراج معجزہ در معجزہ ہے۔ لکین یہ روایت صوفیانہ ادب سے تعلق رکھتی ہے اس جیسی کوئی روایت کتب حدیث میں موجود نہیں بلکہ یہ صوفیہ کا کشف ہے۔

معراج کے منکر کی شرعی حیثیت

شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری بیان کرتے ہیں کہ بعضوں کے نزدیک معراج کا منکر کافر ہے اور بعضوں کے نزدیک بدعتی ہے، کافر نہیں ہے۔ ہاں! جو شخص بیت المقدس تک معراج کا منکر ہے یہ ضرور کفر ہے کیونکہ حضور ﷺ کا بیت المقدس تک جانا قرآن سے ثابت ہے اور بیت المقدس سے آسمان پر جانا یہ اخبار احاد سے ثابت ہے اور اخبار احاد کا منکر کافر نہیں ہوتا مگر وہ کفر کا سزاوار ضرور ہوتا ہے۔ [۱۹]

معراج کی اصل حکمتیں، اسباب، نکات اور آپ ﷺ کے خصوصی امتیازات

شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری نے معراج کی یہ حکمت بیان فرمائی کہ:

ایک گروہ کا خیال ہے کہ معراج آپ ﷺ کی بڑی بزرگی کی دلیل ہے۔ اللہ عزوجل کو منظور ہوا کہ جتنے قسم کے خزانے اور گنجینے اس کی ملک میں ہیں سب آپ ﷺ کے سامنے پیش کر دیے جائیں۔ بادشاہان دنیا کا قاعدہ ہے کہ جب کسی کو مقرب بنا لیتے ہیں تو ان کی خاص طور پر توقیر کرتے ہیں۔ دوسروں کو وہ بات نصیب نہیں ہوتی۔ رموز مملکت اور چھپے خزانے جو کسی پر ظاہر نہیں وہ بھی اس پر ظاہر کیے جاتے ہیں معراج بھی ازیں قبیل ہے۔ حدیث نبوی ہے: رأیت مشارقھا و مغاربھا و یبلغ ملک امتی ما اوری لی منھا [۲۰]

(معراج میں مجھے روئے زمین اور اس کے چہار دانگ عالم کا مشاہدہ کرایا گیا کہ میری امت کی مملکت عنقریب وہاں تک پہنچے گی جہاں تک مجھے دکھایا گیا)

اور دوسرے گروہ کا قول ہے معراج میں یہ حکمت تھی کہ قیامت کے دن حضور ﷺ بالکل مطمئن رہیں۔ امت کی کارسازی کے سوا دوسرا کوئی کام آپ ﷺ کا نہ رہے۔ معراج میں آپ ﷺ کو قیامت کا مظاہرہ کرایا گیا، بہشت و دوزخ کا معائنہ ہوا اور بھی بہت ساری چیزیں دکھائی گئیں تا کہ جب قیامت آئے سب کے سب اس کے ہول و عذاب کو یکایک دیکھ کر نفسی نفسی کہنے لگیں تو اس وقت حضور اکرم ﷺ اس کی حقیقت سے آگاہ رہیں گے۔ صرف امتی امتی فرمائیں گے۔ تیسرے گروہ نے کہا کہ معراج میں یہ حکمت تھی کہ حضور ﷺ کی ہمت کا مظاہرہ ہو۔ زمین مع کل کائنات کے لپیٹ کر سامنے رکھ دی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ قبول ہے؟ ارشاد ہوتا ہے کہ اسی نے انسان سے أنا ربکم الأعلی [۲۱] "میں ہی تمھارا سب سے بڑا رب ہوں۔"

کہلا دیا اور اسی کی بدولت عرش الٰہی پر آسمانوں کا پردہ ڈالا گیا اور بعض دوستوں نے صرف رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا [۲۲] "اے میرے پروردگار مجھے ایک مملکت عطا فرمایئے" کہ ذریعے اس کو خرید لیا یہ کون سی قیمتی چیز ہے کہ اس کی قدر کی جائے ساتوں آسمان و زمین کی خلقت کو بلندئ ہمت پر سخت تعجب ہوا اور بہت زیادہ حیرت اس بات پر ہوئی کہ جس چیز کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا کر کے حاصل کیا وہ بے طلب آپ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوتی ہے اور آپ ﷺ اس سے منھ پھیر لیتے ہیں۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ اس میں ایک خاص راز تھا جس وقت دنیا پیش ہوئی اگر اس کو قبول فرماتے تو عقبیٰ آپ ﷺ کے زیر نگیں نہیں آتا اور جب عقبیٰ کو پیش کیا گیا اگر آپ ﷺ اس کو قبول فرمالیتے تو وصل مولیٰ نہ ہوتا۔ من اخذ الدنیا فاتہ العقبی و من طلب العقبی فاتہ المولی و من طلب المولی فلہ الدنیا و العقبی [۲۳] "جس نے دنیا کو حاصل کیا اس کے ہاتھ سے عقبیٰ گیا اور جس نے عقبیٰ طلب کیا اس نے مولیٰ کو چھوڑ دیا اور جس نے مولیٰ کو اپنایا اس کو دنیا و آخرت دونوں مل گئی۔"

رویت خداوندی

معراج میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا یا نہیں، یہ مختلف فیہ مسئلہ ہے جس کے بارے میں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری لکھتے ہیں کہ:

> "اس گروہ کے عام لوگوں اور ان کے بزرگوں کا خیال ہے کہ بچشم سر نہ دیکھا اور دنیا میں بہ چشم سر کوئی دیکھ نہیں سکتا ہے چنانچہ حضرت عائشہؓ سے جو روایت ہے اس سے یہی ثابت ہے انھا قالت من زعم ان محمد ارای الی ربہ فقد کذب" جو شخص کہے کہ حضور ﷺ نے اللہ عزوجل کو دیکھا اس نے جھوٹ کہا" اور اکثر لوگ اہلِ سُنت و جماعت کے یہی خیال رکھتے ہیں جو حضرت عائشہؓ کا قول ہے: اور ایک دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ حضور ﷺ نے شب معراج میں بچشم سر خدا کو دیکھا اور حضور ﷺ کے لیے یہ بات مخصوص ہے۔ اس میں خلق اللہ کی شرکت نہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مخصوص

ہوئے کلام بے واسطہ کے ساتھ اور یہ لوگ دلیل پکڑتے ہیں حضرت ابن عباس، حضرت اسماء، حضرت انسؓ، کی حدیث سے یہ تینوں حضرات صحابہ ہیں اور قائل ہیں کہ حضور ﷺ نے شبِ معراج میں خداوند عزوجل کو بچشم سر دیکھا ہے جو گروہ دیدار بچشم سر کا قائل ہے وہ یہ بھی کہتا ہے کہ پیغمبروں میں تین ہستیاں ایسی ہیں کہ تین چیز کے ساتھ مخصوص ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کلام کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے باتیں نہیں کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلّت کے ساتھ کہ خلیل اللہ آپ کے سوا کسی کا نام نہ ہوا۔ حضور ﷺ دیدار بچشم سر کے ساتھ کہ آپ ﷺ کے سوا خدا کو کسی نے نہیں دیکھا۔ لیکن عام اہل سُنت والجماعت دیدار بچشم سر کو جائز نہیں کہتے اور اس کے قائل کو کافر یا مبتدع ضال بھی نہیں کہتے ہیں اتنا کہتے ہیں کہ ایسا خیال خطا ہے زیادہ زبان اس واسطے نہیں کھولتے ہیں کہ تین صحابہ اس خیال پر متفق ہیں اور صحابہؓ کی شان میں زبان دارزی ناجائز ہے کفر و بدعت کے ساتھ ان کو منسوب کرنا تو کسی طرح روا نہیں ہے۔ ہاں! سہو و خطا ممکن ہے کیونکہ معصوم سوائے پیغمبروں کے کوئی نہیں۔"(۲۴)

لیکن یہ عقیدہ اکثر اہل سنت کا نہیں کہ آپ نے اللہ کو بچشم سر نہیں دیکھا بلکہ اکثر کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ نے خدا کا دیدار بچشم سر کیا ہے۔

ماحصل

ان ملفوظی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صوفیۂ عظام اپنی مجالس میں وعظ و نصیحت میں کثرت کے ساتھ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل، شمائل معجزات اور کمالات کا ذکر فرماتے رہتے تھے تاکہ اہل مجلس کے ایمان میں تازگی ہو اور عمل کی ترغیب ہو۔

معجزہ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا کرشمہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو معجزات عطا کرتا ہے۔ اور قرآنِ پاک نے ہمیں نبی کریم ﷺ کی نبوت کے دلائل پر غور و فکر کرنے کی دعوت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی تائید و اثبات کے لیے بہت زیادہ معجزات عطا فرمائے، جس کی وجہ سے ایمان والوں میں اضافہ ہوتا تھا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ منکرین کے اوپر حجت قائم ہوتی اور ان میں سلیم الفطرت لوگ ان معجزات کو دیکھ اور سن کر دولتِ ایمان سے بہرہ ور ہوتے۔

معجزات گمراہ انسانیت کے لیے حضور ﷺ کی معرفت حاصل کرنے کی ایک دعوت بھی ہے اور ان کی زندگی اور دعوت کے عظیم پہلوؤں کو جاننے کا ذریعہ بھی ہے۔ اور خصوصا معجزۂ معراج جو اہم معجزات سے تعلق رکھتا ہے اور اس میں نبی الصلوٰۃ والسلام کی روحانیت کی بلندی ہے۔ اور آپ ﷺ کی روحانیت سے اہل روحانیت فیض حاصل کرتے ہیں اس لیے صوفیہ نے اسے اپنے ملفوظات کا بطور خاص عنوان بنایا اور روحانی حظ حاصل کیا۔

تجاویز و سفارشات

تصوف: شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کا مجموعہ ہے، کوئی بدعت نہیں ہے۔ تصوف کا علم حقیقی مسلمان بننے کے لیے ضروری ہے۔

یونیورسٹی کی سطح پر ملفوظات کا مضمون پڑھایا جانا از حد فائدہ مند ہے۔

محکمہ اوقاف کو حضرات شیوخ کے مزارات سے ملحقہ تعلیمی اداروں میں درسِ ملفوظات کا اہتمام کرنا چاہیے تاکہ عامۃ الناس تک صوفیہ کرام کا روحانی فیضان اور دین اسلام کی خدمات کا حقیقی تاثر پہنچ سکے۔

برصغیر کے ملفوظاتی ادب کا انگریزی اور عربی میں ترجمہ ہونا چاہیے۔ جیسے کہ کشف المحجوب کا ایک مستشرق پروفیسر نکلسن نے ترجمہ کیا اس کی اس کاوش سے مغربی ممالک میں موجود جامعات میں صوفی ادب کے بارے میں بڑی دلچسپی پیدا ہو چکی ہے اس پیش رفت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے صوفیہ کرام کے ملفوظات پر تحقیق کرنا ہمارا بھی فرضِ منصبی ہونا چاہیے۔

ہر مسلمان کو شانِ رسالت کھلے دل سے تسلیم کرنی چاہیے۔ ہر بات کو عقل کے ترازو میں تولنے والا منکر معجزات ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاصان کو بے حساب رحمتوں اور فضائل سے نوازا ہے جن کو دیکھ کر کفار کی عقل دنگ رہ جاتی اور وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے۔

لہٰذا ہمیں بھی عاشقِ رسول ﷺ ہونے کی حیثیت سے مقامِ رسولؐ اور شانِ رسولؐ کی حدود متعین نہیں کرنی چاہیے کیونکہ ہماری نجات محض شفاعتِ محمدی ﷺ ہی سے ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معجزاتِ نبوی ﷺ پر دل و جان سے ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائے۔

حوالہ جات

۱۔ فاروقی، نثار احمد، نقدِ ملفوظات، لاہور، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، ۱۹۸۹ء، ص ۱۹۵

۲۔ قادری، محمد ایوب، مخدوم جہانیاں جہاں گشت، کراچی، ایجوکیشنل پریس، ۱۹۶۳ء، ص ۲۳۷

۳۔ دریابادی، عبد الماجد، تصوف اسلام، ص ۱۴۷۔۱۴۸

۴۔ المائدہ ۵: ۳۱

۵۔ ہجویری، سید علی، کشف المحجوب، سروش تہران، تحقیق، ڈاکٹر محمود عابدی، ۱۳۸۷ھ، ص ۳۲۷

۶۔ مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی، اثباتِ النبوۃ، (مترجم: صوفی نثار الحق)، کراچی، تبلیغ صوفیہ دعوت الی الخیر، ۲۰۰۷ء، ص ۱۳۳

۷۔ محبوبِ الٰہی، نظام الدین، فوائد الفواد (مترجم اردو: خواجہ حسن ثانی نظامی)، لاہور، الفیصل ناشران و تاجران کتب، ۲۰۱۱ء، ص ۴۵-۴۶

۸۔ شاہ قطب عالم، فضل الدین، اخص الخواص، (مرتبہ: نواز رومانی)، لاہور، تصوف فاونڈیشن، ص ۲۰۷

۹۔ سمنانی، سید جہانگیر اشرف، لطائفِ اشرفی، (مرتبہ: نظام الدین یمنی)، انڈیا، خانقاہ اشرفیہ حسینہ، ج ۲، ص ۳۰۵

۱۰۔ بنی اسرائیل ۱۷: ۸۸

۱۱۔ ہود ۱۱: ۱۳

۱۲۔ البقرہ ۲: ۲۳

۱۳۔ منیری، شیخ شرف الدین یحییٰ، معدن المعانی، (مترجم اردو: شاہ قسیم الدین احمد شرفی)، انڈیا، مکتبہ شرف بہار شریف، ۱۹۸۵ء، ص ۱۱۹

۱۴ محبوبِ الٰہی، محوّلہ بالا، ص ۳۹۲

۱۵۔ ایضاً، ص ۲۳۳

۱۶۔ جماعت علی شاہ، سید، ملفوظاتِ امیر ملت، (مرتبہ: محمد افضل حسین شاہ)، ڈسکہ: انجمن خدام الصوفیہ، ص ۶۶۔۶۵

۱۷۔ محبوبِ الٰہی محوّلہ بالا، ص ۳۷۷-۳۷۸

۱۸۔ منیری، شیخ شرف الدین یحییٰ، محوّلہ بالا، ص ۱۲۲

۱۹۔ ایضاً، ص ۱۱۹

۲۰۔ بخاری، عبداللہ محمد بن اسماعیل، التاریخ الکبیر، حیدرآباد، دائرہ المعارف، ۱۳۶۰ھ، ج ۴، ص ۵۶۴

۲۱۔ النازعات ۷۹: ۲۴

۲۲۔ سورہ ص ۳۸: ۳۵

۲۳۔ منیری، شیخ شرف الدین یحییٰ، معدن المعانی، ص ۱۱۹

۲۴۔ ایضاً